مولانا ظفر علی خان کی ملی شاعری میں نعتیہ عناصر

ڈاکٹر محمد طاہر قریشی
لیکچرر، شعبہ اردو، ڈی جے سندھ گورنمنٹ سائنس کالج، کراچی

Abstract

The concept of one Muslim Nationhood *(Millat)* is given by Prophet Hazrat Muhammad *(SAW)*. Since the poetry of *Millat* is a sum total of Islamic *Millat* and its affairs. The axis on which this poetry revolves is logically the axalted being the Prophet Muhammad *(SAW)*. It means that the *Naat* elements are the basic elements of *Milli* poetry.

Maulana Zafar Ali Khan (1876-1956) was an outstanding urdu poet of Millat. In his Milli poetry the Naat elments are found in excess.There is hardly any poet of Urdu whose poetry has as many verses with Naat elements as Zafar Ali Khan has.

This research article presents such verses of Zafar Ali Khan that have Naat elements.

غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں نے جو قومی رہنما پیدا کیے ہیں اُن میں ایک نمایاں نام مولانا ظفر علی خان (۱۸۷۶ء۔ ۱۹۵۶ء) کا بھی ہے جنھوں نے بیسویں صدی کے نصف اول میں برعظیم پاک و ہند کی ادبی، سیاسی اور صحافتی تاریخ میں اپنی زوردار ملی شاعری سے ایسے نقوش مرتب کیے جن کی تابناکی کبھی کم نہ ہوگی۔ مسلمانانِ ہند کی جدوجہد آزادی میں مولانا ظفر علی خان کے کردار کو فراموش نہیں کیا جاسکتا۔ انھوں نے نہ صرف عملی طور سے سیاست میں حصہ لیا بلکہ اپنی قومی و ملی شاعری کے ذریعے مسلمانوں میں مسلمان ہونے کا احساس بھی بیدار کیا۔ ان کی دلیری، بے خوفی اور دینی اور ملی غیرت نے مسلمانوں میں عزم و حوصلہ پیدا کیا۔

ان کی ہنگامہ خیز شخصیت میں ”سینکڑوں ہنگاموں نے پرورش پائی، بیسیوں تحریکوں نے جنم لیا اور جہاد آزادی کو منزل مراد تک پہنچایا۔“(۱) مسلم قومیت یا ملت کے تصور کو ان کی شاعری میں بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ ”ان کی شاعری قومی اقدار کے تحفظ پر مشتمل ہے۔“(۲) علی گڑھ کالج کے اس قابل فرزند نے ”اپنی خارا شگاف تحریروں اور تقریروں سے فرنگیت کے تمام فریب نظر حکومت کے طلسم کا پردہ چاک کر کے رکھ دیا۔“(۳)

مغربیت کے بڑھتے ہوئے سیلاب کے آگے بند باندھنے میں شبلی، اکبر اور اقبال کے ساتھ ساتھ مولانا ظفر علی خان کا بھی بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اس کے علاوہ ”انھوں نے جس چیز کے خلاف سب سے زیادہ جہاد کیا وہ ہندوستان کے مہاشوں کا آریائی ذہن تھا۔“(۴) جس کے زیر اثر شدھی اور سنگٹھن کا کھڑاگ کھڑا کیا گیا اور مسلمانوں کو ملیچھ کہہ کر ہندو بنانے کا بجر نگی نعرہ لگایا گیا۔(۵) اس مرحلے پر مولانا ظفر علی خان نے اپنے قلم سے مسلمانوں کے ملیچھ ملی تشخص کا نہایت کامیابی سے دفاع کیا۔ ان کے انداز بیان کی حدت نے ”ہر جگہ اس شاعری میں ایسی آواز اور ایسی لے پیدا کی کہ وہ دلوں پر دستک بھی دیتی ہے اور وہاں اپنا مسکن بھی بناتی ہے۔“(۶) انھوں نے ایک عام سے اخبار زمیندار کو صحیح معنوں میں قوم کی آواز بنا دیا۔(۷) اس لیے یہ بات کسی حد تک درست ہے کہ ”ظفر علی خان کے ہاں شعر کا تخلیقی فن صحافت کے ضمن میں ابھرا۔“(۸) تاہم انھوں نے ”شعر میں تاریخ، ادب اور سیاست کو اس طرح ملا دیا ہے کہ ان کا جدا ہونا گویا گوشت کا ناخن سے جدا ہونا ہے۔“(۹) اس میں شک نہیں کہ مولانا ظفر علی خان کی شاعری کا ایک بڑا حصہ ہنگامی اور وقتی ہے جس کی مستقل حیثیت عموماً نہیں ہوتی لیکن ”اس میں بھی شبہ نہیں کہ یہ شعری سرمایہ تاریخ آزادی کی اہم دستاویز ہے جو منظوم یادداشت کی صورت میں محفوظ ہے۔“(۱۰) ویسے بھی بڑے سے بڑے شاعر کے ہاں بھی تمام ہی چیزیں آفاقی نہیں ہوتیں۔ بیشتر اشعار محض وقتی تاثر کے تحت لکھے جاتے ہیں جو کسی پائیدار اور مستقل قدر کے حامل نہیں ہوتے ان کی حیثیت صرف تاریخی ہوتی ہے۔

مولانا ظفر علی خان کی ملی شاعری کا نقطۂ آغاز اور نقطۂ اختتام مرکز و محور ملت ﷺ کی ذات گرامی ہے۔ وہ جس دور سے تعلق رکھتے تھے وہ سیاسی طور پر ہیجانی دور تھا۔ نہ صرف ہندوستان میں بلکہ دنیا بھر میں مسلمان تختۂ مشق بنے ہوئے تھے اور بیرونی قوتیں مسلمانوں کے درپے تھیں۔ ترکی کے حالات، جنگ طرابلس و بلقان، مقامات مقدسہ اور استنبول پر اتحادیوں کا قبضہ، سمرنا پر یونانیوں کی جارحیت اور ترک آبادی کا قتل عام ایسے سانحات تھے جن سے ہندوستان کے مسلمان حد درجہ اضطراب میں مبتلا تھے۔ اندرون ملک ان کی بے چینی کے اسباب میں تنسیخ تقسیم بنگال، مسجد کانپور اور شہید گنج کے سانحات، پہلی جنگ عظیم، ہوم رول موومنٹ، قادیانیت کا فتنہ، جلیانوالہ باغ، تحریک خلافت، تحریک ترک موالات، شدھی اور سنگٹھن کے ہنگامے، جیسے معاملات تھے۔ مولانا ظفر علی خان نے ہر سانحے، ہر واقعے پر قلم اٹھایا لیکن ہر معاملے میں وہ اپنی فریاد دربار رسول ﷺ میں پیش کرتے ہیں اور ”ان ہی سے مصیبتوں میں دست گیری کے متمنی ہیں اور ان ہی سے التجا بھی کرتے ہیں۔“(۱۱)

مولانا ظفر علی خان کے دل و دماغ پر عشق نبی ﷺ کا اتنا غلبہ تھا کہ یہی ان کی شاعری کا مرکز و محور بن گیا۔ ان کی نعتوں سے قطع نظر ان کی ملی شاعری میں بھی ایسی منظومات کم ہی ہیں جو ذکر رسول ﷺ سے خالی ہیں۔ موضوع خواہ کوئی بھی ہو اور پیرایہ

اظہار رجزیہ، طنزیہ اور مزاحیہ ہی کیوں نہ ہو وہ کسی نہ کسی بہانے سے تذکرہ سرورِ کائنات ﷺ کی گنجائش نکال لیتے ہیں۔ ان کا قلم ذکرِ حبیبِ خدا ﷺ کا اتنا خوگر ہے کہ انگریزوں، ہندوؤں اور بعض مسلم مشاہیر کی شان میں لکھی گئی ہجویہ نظموں میں بھی تذکرہ فخرِ دو عالم ﷺ کے بغیر ان کی سیری نہیں ہوتی۔ مولانا ظفر علی خان کی کلیات میں ہزار سے زائد منظومات ہیں جن میں اکثر ملی اور قومی موضوعات پر مبنی ہیں۔ ان منظومات میں غالب ترین اکثریت میں ایسی ملی نظمیں ہیں جن میں نعتیہ عناصر موجود ہیں۔ ظاہراً اتنی بڑی تعداد میں نعتیہ عناصر کا تذکرہ ممکن نہیں ہے۔ تاہم چند عنوانات کے تحت ان کی ملی شاعری سے ایسے منتخب اشعار درج کیے جاتے ہیں جو نعتیہ عناصر کے حامل ہیں۔

i) نبی کریم ﷺ کے خصائل و فضائل

مولانا ظفر علی خان نے سرورِ کائنات ﷺ کے شمائل سے زیادہ خصائل و فضائل پر توجہ دی ہے۔ خصوصاً آپ ﷺ کی رحمت للعالمینی، حسنِ خلق اور عظمت و رفعت کو موضوعِ سخن بنایا ہے اور مذکورہ تمام عناصر کو ملتِ اسلامیہ کے عزم و حوصلے میں اضافے اور اخلاقی تربیت کے لیے استعمال کیا ہے:

جس کی تمھیں خبر نہیں شانِ رسولؐ ہی تو ہے — جس نے زمیں خشک پر آ کے چلا دیے جہاز (۱۲)

شیوۂ مصطفیٰ سیکھ وگر نہ اسلام — تجھ کو مسلم سبب نازش بے جا ہوگا (۱۳)

خواجۂ یثربؐ کے حسنِ خلق کا اعجاز دیکھ — دشمنانِ حق بھی ٹھہرے مستحقِ انعام کے (۱۴)

گالیاں دیتے تھے کافر آپؐ دیتے تھے دعا — تھے یہ انداز آیۂ رحمتؐ کے لطفِ عام کے (۱۵)

ہوا مصطفیٰ کا جلال آشکارا — حنین و بدر آج یاد آ رہے ہیں (۱۶)

دنیا میں ہے بلند ہمارے نبیؐ کا نام — خود گرچہ ہیں مٹے ہوئے ناکامیوں میں ہم (۱۷)

ضامنِ امن و اماں ہے مصطفیٰ کا نامِ پاک — بس نہیں اس نام کا ڈنکا بجانا چاہیے (۱۸)

راضی ہو ہر اک حال میں مولا کی رضا سے — رکھ اپنی نظر شیوۂ شاہِ دوسراؐ پر (۱۹)

جو دیکھنی ہو نبیؐ کے جلال کی تصویر — تو چہرہ دیکھ لو سرحد کے سرفروشوں کا (۲۰)

ضعیف اگر نظر پڑے رسولؐ کا جمال بن — قوی اگر ہو سامنے تو قہرِ ذوالجلال بن (۲۱)

ہفت اقلیم مسخر کسی قوت سے ہوئے — تو وہ قوت ہے رسولِ عربیؐ کا اخلاق (۲۲)

مرتبہ جس کی بدولت تجھ کو یہ حاصل ہوا — کوئی اُس کا آج کے دن تک ہوا ثانی بھی ہے (۲۳)

نہ ملتا تاج اسےؐ کیوں رحمت للعالمینی کا — کہ اُس کو دی گئی بزمِ نبوت کی صدارت تھی (۲۴)

اک امیؐ ایک ٹھوکر سے کرے سو فلسفی پیدا — نہ پوچھا فلسفہ اس کو یہ اک ایسی تجارت تھی (۲۵)

ii) سرکارِ دو عالم ﷺ سے اپنی نسبت پر احساسِ تفاخر

مولانا ظفر علی خان کا ملجا و ماویٰ اور مرکز و منبع آنحضرت ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے۔ وہ اس نسبت پر خود بھی نازاں ہیں اور

مسلمانانِ ہند کو بھی بار بار باور کراتے ہیں کہ در رسول ﷺ کی غلامی نہ صرف دنیا و مافیہا کی دولت سے بڑھ کر ہے بلکہ ہر قسم کی پریشانی کا علاج اور درد کا درماں بھی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے مسلمان بڑی سے بڑی مصیبت کا سامنا کرسکتا ہے اور طاقت ور سے طاقت ور حریف کا مقابلہ کرسکتا ہے:

مرا چارہ گر ہے پیمبرؐ عرب کا — وہؐ سرکار کافی ہے میری شفا کو (۲۶)
نہیں تخصیص عہد اس میں محمدؐ کے غلام اب بھی — سکندر بنتے جاتے ہیں سلیماں ہوتے جاتے ہیں (۲۷)
شاید خبر نہیں یہ ہمارے حریف کو — ہم جس کے ہیں غلام وہ شاہِ مدینہؐ ہے (۲۸)
محمدؐ کی غلامی کا کمر سے باندھ کر پٹکا — بنالیں گے کبھی انگریز کو بھی ہم غلام اپنا (۲۹)
محمدؐ کی غلامی کا شرف جس کو ہوا حاصل — سکندر کا وہ ہمتا ہے سلیماں کا وہ ثانی ہے (۳۰)
غلام احمد مختارؐ ہو خدا کے لیے — نہ اپنے آپ کو اغیار کا غلام کرو (۳۱)
ہند آزاد تو ہوگا مگر اس کی ہے یہ شرط — کہ ہو گردن میں محمدؐ کی غلامی کا کمند (۳۲)
جب ہم محمد عربیؐ کے غلام ہیں — کیا غم اگر خلاف ہمارے زمانہ ہے (۳۳)
سر پہ پہن کے آئے گا تاج مصطفی — تو مصطفیؐ کے گھر جو گدایانہ جائے گا (۳۴)
وہ کام جو نہ ہوا ولیم اور ولسن سے — محمدؐ عربی کے غلام کریں گے (۳۵)
جو کرتی ہے جہانگیری محمدؐ کی غلامی کر — عرب کا تاج سر پہ رکھ خدا اوید عجم ہوجا (۳۶)
مسولینی ہو یا ہٹلر ہو غالب آ نہیں سکتے — حضور سرورِ کون و مکاںؐ کے جاں نثاروں پر (۳۷)
ازبسکہ رعیت ہوں میں شاہِ دوسراؐ کی — بجتی ہے مری مشرق و مغرب کی ہر اقلیم (۳۸)
بخشی ہمیں غلامی سردارِ کائناتؐ — کتنا بڑا خدا نے یہ ہم پر کرم کیا (۳۹)
نشاں ملنے نہ پائے دیکھنا قسمت کے ماتھے سے — حضور خواجۂ یثربؐ کے دروازے کی چوکھٹ کا (۴۰)
انگریز کا غلام مسلماں نہ ہے نہ تھا — یہ نسبت اس کو سرورِ کون و مکاںؐ سے ہے (۴۱)
ہمارے سر پہ دو سائے ہیں، ایک اللہ کا سایہ — اور ایک اُس ذاتِ اقدسؐ کا جو رحمت ہے دوعالم کی (۴۲)
محمد عربیؐ کے غلام کو کیا ڈر — زمانہ بھر کو اگر اس سے دشمنی ہوجائے (۴۳)
ہجوم کفر سے کیا خوف ہم کو — نہیں آقا ہمارے مصطفیؐ کیا؟ (۴۴)
مسلم ہیں پہلے اور ہیں کچھ اور بعد میں — قسمت ہیں ہم جنابِ رسالت مآبؐ کی (۴۵)
ہے پیمبرؐ کی غلامی ہمیں سرمایۂ ناز — پا رہے ہیں یہ وظیفہ اُسی دربار سے ہم (۴۶)
سردارِ دو جہاںؐ کا بنا کر مجھے غلام — میرا بھی نام تابہ ابد زندہ کردیا (۴۷)

iii) ناموسِ رسالت ﷺ پر فدا ہونے کا جذبہ

مولانا ظفر علی خان اپنی شاعری میں بار بار اس عزم کا اظہار کرتے ہیں کہ مسلمان وہ ہے جو اپنی جان محبوب رب کائنات ﷺ کی عزت و حرمت پر بخوشی قربان کردے۔ وہ اسے دین و دنیا کی بڑی کامیابی سمجھتے ہیں۔ اپنی نعتوں میں تو انھوں نے اس جذبے کا اظہار کیا ہی ہے، ملی شاعری میں بھی اُن کے نزدیک ملت اسلامیہ کی دُنیوی اور اُخروی نجات صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہر مسلمان جان ملت ﷺ کے نام نامی پر اپنا سب کچھ نچھاور کرنے پر تیار ہو:

جس نے ناموسِ پیمبرؐ پہ کیا جاں کو نثار
اس کی عزت کا خدا خود نگراں ہوتا ہے (۴۸)

مسلمانوں کے سر پہ کیوں نہ ہو اللہ کا سایہ
کہ ناموسِ محمدؐ پر کٹا دیتے ہیں وہ سر بھی (۴۹)

تم مسلمانوں کو کیا سمجھے ہو وقت آنے تو دو
بچہ بچہ سر کٹا دے گا نبیؐ کی آن پر (۵۰)

جان ناموسِ محمدؐ پہ تصدق ہو مری
بخشا ہے تو خدا بخشے یہ انعام مجھے (۵۱)

مبارک ہیں وہ، ناموسِ نبیؐ پر
جنھوں نے پونجیاں اپنی لٹائیں (۵۲)

مر مٹتے ہیں یہ نامِ رسولِ عربیؐ پر
اس نام کی توہین کی لاتے یہ نہیں تاب (۵۳)

دیا اب تک نہیں ہے جذبہ ان میں قرن اول کا
کٹا سکتے ہیں ناموسِ نبیؐ پر بند بند اب بھی (۵۴)

محمدؐ کے ناموس پر کٹ مریں ہم
فدا اُنؐ کی عزت پہ دل بھی ہے جاں بھی (۵۵)

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجۂ یثربؐ کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا (۵۶)

مرنا ہے تو مر جادۂ شاہِ دوسراؐ میں
ڈرنا ہے تو ڈر ایک محمدؐ کے خدا سے (۵۷)

مسلماں لاکھ بودے ہوں مگر نامِ محمدؐ پر
خوشی سے اب بھی حاضر ہیں وہ اپنا سر کٹانے کو (۵۸)

کی رسول اللہؐ پر قربان اپنی جان جب
زینت اورنگ قسطنطنیہ عثمانی ہوئے (۵۹)

عزت کا تاج کفر کے سر سے اتار کر
ناموسِ خواجۂ دوسراؐ پر نثار کر (۶۰)

سر سے کفن لپیٹ لو اور اپنی جان کو
ناموسِ شرعِ مصطفویؐ پر فدا کرو (۶۱)

غلامی کر محمد مصطفیٰؐ کی
گدائی چھوڑ دے سلطان ہو جا (۶۲)

جو مسلم ہے تو جاں ناموسِ ملت پر فدا کردے
خدا کا قرض اور اس کے نبیؐ کا قرض ادا کردے (۶۳)

رسول اللہؐ کے ناموس پر قربان ہو جاؤ
مسلمانو! بلالؓ و بوذرؓ و سلمانؓ ہو جاؤ (۶۴)

رکھتا ہے لاکھ سر بھی اگر اپنے دوش پر
نامِ محمد عربیؐ پر کٹائے جا (۶۵)

وہی ہو انداز بسملی کا جو شیوۂ ترک نیم جاں ہے
اگر کٹانا پڑے محمدؐ کے نام پر بند بند تجھ کو (۶۶)

کٹ مری سکھوں کی قوم اپنے گرو کے نام پر
تو بھی مسلم اپنی جاں اپنے نبیؐ پر وار دیکھ (۶۷)

جو رسول اللہؐ کے ناموس پر قرباں ہوا
نامرادی میں بھی جو ثابت ہوا ہے بامراد (۶۸)

iv) ذکرِ احسانات سرورِ عالم ﷺ

نبی کریم ﷺ سے عشق کا جذبہ مولانا ظفر علی خان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ مسلمانوں کو اُن کے آقا و مولا ﷺ کے وہ احسانات یاد دلائیں جو آپ ﷺ نے اپنی امت پر کیے ہیں اور جن کے باعث اس امت کو "خیر الامم" کا اعزاز ملا۔ اور صرف اسے آخرت میں بخشش کی نوید سنائی گئی:

ہماری کشتی کو ڈوبنے سے بچالیا ہے تری دعا نے
تری توجہ سے یا محمدؐ ہماری بگڑی بنی ہوئی ہے (۶۹)

رسول اللہؐ کی امت ہے زینت ساری دنیا کی
تمدن کی بھری محفل کی رونق ہے مسلماں سے (۷۰)

خدا نے دولت کونین ہم کو
بقدر رحمت خیر البشرؐ دی (۷۱)

یہ دین اسلام کی ہے کیا اجارہ آپ کا اس میں
یہ برکت ہے رسول اللہؐ کے دین مزکّی کی (۷۲)

موت کے ڈر سے کیا فارغ رسول اللہؐ نے
جن کی رحمت سے ہوا مفتوح باب زندگی (۷۳)

لہلہاتی ہوئی اسلام کی کھیتی جل جائے
گر مدینہ کی گھٹا اس پہ برستی نہ رہے (۷۴)

پیمبرؐ کی رحمت دو عالم پہ چھا کر
پرایوں اور اپنوں کا غم کھا رہی ہے (۷۵)

ہم خاک تھے حضورؐ نے اکسیر کردیا
کتنا بڑا حضورؐ کا احسان ہوگیا (۷۶)

نبیؐ جہاز سے طوفاں میں اپنی امت کو
کنارے پہ بسلامت اتار دیتے ہیں (۷۷)

مسلمان جب آئے ہندوستاں میں
تو آئے پیمبرؐ کا احسان بن کر (۷۸)

ترکی و ایراں، شام و فلسطیں، مصر و حجاز و نجد و عراق
سب ہیں جو اک تسبیح کے دانے، ہے یہ پیمبرؐ کا احسان (۷۹)

اُدھر انگورہ و کابل اِدھر بغداد اور دہلی
وہ سب رحمت پیمبرؐ کی یہ سب امت کی تقصیریں (۸۰)

جھکا ہوا علم اب سر بلند ہے تو اسے
حضور خواجہ کونینؐ کی دعا کہیے (۸۱)

نوازش گستری سرکار یثربؐ کی انوکھی ہے
کلیم فقر پہ ہے متزاد اکلیل دارائی (۸۲)

۷) امت مسلمہ کی تباہ حالی اور بارگاہ رسالت ﷺ میں استغاثہ و استمداد

مولانا ظفر علی خان ایک بے چین اور مضطرب دل کے مالک تھے۔ عالم اسلام اور برعظیم کے مسلمانوں کی تباہی اور بربادی پر ان کا دل ہمیشہ کڑھتا رہتا تھا۔ جس کا اظہار انھوں نے جا بجا کیا ہے۔ یہ ان کی سرور کائنات ﷺ سے دلی وابستگی کا ثبوت ہے کہ وہ مسلمانوں کی پستی کی عکاسی بھی ذکر نبی ﷺ کے بغیر نہیں کرتے بلکہ اکثر اوقات وہ استغاثہ لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں پہنچ جاتے ہیں:

وہ تاج جو حضورؐ نے بخشا تھا چھن چلا
اب کون سی کلاہ کو ہم زیب سر کریں (۸۳)

واحسرتا بلند ہے طاغوت کا علم
اس عہد میں نبیؐ کے قدم کے نشان پر (۸۴)

وہ کشتگان خنجر و تسلیم کیا ہوئے
وہ عاشقان احمد مختارؐ ہیں کہاں (۸۵)

روضۂ اقدس پہ جاکر ہم کو باصد درد و کرب
حال زار اسلام والوں کا سنانا چاہیے (۸۶)

طاق نسیاں پر اسے اسلامیوں نے رکھ دیا — جس غرض سے حضرت خیر البشرؐ پیدا ہوئے (۸۷)

نبیؐ کی بارگاہ میں صبا یہ جاکے عرض کر — کہ سرگراں ہے آسماں حضورؐ کے غلام سے (۸۸)

گھر محمدؐ کا جو تھا آباد، ویراں ہوچکا — بے خبر سوتا رہے گا کب تک او دربان اُٹھ (۸۹)

شرع نبیؐ کی آرزو دیکھتے دیکھتے گئی — جب سے ہیں بے نیاز ہم رابطہ حجاز سے (۹۰)

کیا پوچھتے ہو امت خیرالوریٰ کا حال — دیکھو گے جس کو پاؤ گے غم سے اسے نڈھال (۹۱)

مسلمانوں کو لڑتے دیکھ کر ہر گاندھوی خوش ہے — کہ امت ان کے پیغمبرؐ کی آپس میں ہی ٹکرائی (۹۲)

نہ ذوق مذہبی رہا نہ جوش یثربی رہا — اڑیں فضا میں دھجیاں ہمارے نام و ننگ کی (۹۳)

کملی والےؐ! تیری امت کو نہ کمبل بھی ملے — ٹوپی والوں کو اڑھائے گئے دوشالے ہیں (۹۴)

ہو رہی ہیں برکتیں نازل نئے آئین کی — مل رہی ہے خاک میں عزت نبیؐ کے دین کی (۹۵)

تمھارا قافلہ کچھ لٹ چکا اور کچھ ہے لٹنے کو — رسول اللہؐ کو اس کی خبر باد صبا کردے (۹۶)

vi) تذکرۂ آقا رملی بحوالۂ فخر موجوداتﷺ

مولانا ظفر علی خان کے قلم نے مدح و ستائش کا فریضہ بھی بخوبی سرانجام دیا ہے۔ لیکن انھوں نے جس کسی کی بھی توصیف میں داد سخن دی ہے اسے ملی تشخص کی ایک علامت سمجھتے ہوئے دی ہے۔ خواہ وہ کوئی شخصیت ہو جیسے سرسید، مصطفیٰ کمال پاشا، غازی امان اللہ خان، تاجدار دکن، ابن سعود، قائد اعظم اور اقبال وغیرہ یا کوئی تنظیم ہو جیسے انجمن حمایت اسلام، کوئی ملک ہو جیسے ترکی، کوئی اخبار رسالہ ہو جیسے زمیندار۔ غرض داد و تحسین کی بنیاد ملت پر ہی رکھی گئی ہے اور ہر جگہ انھوں نے اپنے ممدوحین کا تعلق فخر دو عالمﷺ سے جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ یہاں تک کہ تاجدار دکن کے لیے مسز سروجنی نائیڈو کی انگریزی نظم کے ترجمے میں بھی اس بات کا التزام رکھا ہے۔

زمیندار کے احیا پر:

بادۂ یثرب کے خم کے خم دیے جس نے لنڈھا — آج پھر محفل میں وہ رند قدح خوار آگیا (۹۷)

زمیندار کی ضبطی پر:

تم ضبط زمیندار کے نمبر نہیں کرتے — کرتے ہو حقیقت میں محمدؐ کا نشاں ضبط (۹۸)

ترکی کے لیے:

تجھ سے اے ترکی ہمارا برقرار اعزاز ہے — تو ہمارے واسطے سرمایۂ صد ناز ہے
سبز گنبد والے آقاؐ کا ہے تو جاروب کش — جسؐ کی رحمت امت مرحوم کی دمساز ہے
نام ہے قائم اگر اب تک دہر میں اسلام کا — سرور کون و مکاںؐ کا یہ بھی اک اعجاز ہے (۹۹)

انجمن حمایت اسلام کے لیے:

اس انجمن کے واسطے اپنی تمام عمر — کرتے رہے یہ دین کے خادم گداگری
تا آنکہ آ گئی چمنِ علم میں بہار — اور شاخِ دینِ مصطفیٰؐ ہو گئی ہری
چشمہ اُبل رہا ہے محمدؐ کے نور کا — اب ہم ہیں اور اس میں ہماری شناوری (۱۰۰)

سرسیدؒ کی شان میں:

حضور سرورِ کون و مکاںؐ سے اُس کو تڑکے میں — ملا وہ دردِ مضطر قوم کے سب جس میں درماں ہیں (۱۰۱)

نظام کے لیے:

مسندِ دولت و اقبال کو خالی کر دو — آج محفل میں محمدؐ کا غلام آتا ہے (۱۰۲)

آصف جاہ تاجدارِ دکن کے لیے:

تجھے دیکھا تو گویا دیکھ لی رحمت پیمبرؐ کی — خدا ہو مہرباں تجھ پر کہ ہم پر مہرباں تُو ہے
جزاک اللہ رونق تجھ سے قائم ہے شریعت کی — حماک اللہ کہ ناموسِ نبیؐ کا پاسباں تُو ہے (۱۰۳)
معینِ دینِ پیغمبرؐ ہے تیری صولت و شوکت — نہیں گردن فرازوں کو تری رفعت سے کچھ نسبت (۱۰۴)

امان اللہ خاں کے لیے:

خدا ہی دے سکے گا اجر امان اللہ خاں تجھ کو — بنایا جس نے ناموسِ نبیؐ کا پاسباں تجھ کو
رسول اللہؐ خود آ کر تری عزت بڑھاویں گے — کہ ذلت ملتِ بیضا کی گزری ہے گراں تجھ کو (۱۰۵)
لگائے چار چاند اسلام کو اس کی عزیمت نے — اُسے شرعِ نبیؐ کی آبرو کا پاسباں کہیے (۱۰۶)
امان اللہ خاں فخرِ سلاطینِ زماں تُو ہے — کہ ناموسِ رسولِ ہاشمیؐ کا پاسباں تُو ہے (۱۰۷)

ابن سعود کے لیے:

جس کو دنیا میں لٹایا تھا رسول اللہؐ نے — ہے اسی گنجِ سعادت کا امیں ابن سعود
اس کے قدموں پہ چلے گی ساری دنیا ایک روز — ہے محمدؐ کا غلامِ کمتریں ابن سعود (۱۰۸)

تاجدارِ دکن کے لیے مسز سروجنی نائیڈو کی نظم کا ترجمہ:

تُو اُمتِ احمدؐ کا ہے سرتاج، تُو آقا — ان کا ہے جو رکھتے ہیں جبیں تشنہ سے تاباں
عفت کی شجاعت کی فضیلت کی کرے قدر — تُو ناصیہ کیش عبدِ لولاک لما ہو (۱۰۹)

vii) عزم و ہمت کی تلقین بطفیل رحمت للعالمین ﷺ

مسلمانوں کی کسمپرسی کا نقشہ کھینچنے کے ساتھ ساتھ مولانا ظفر علی خان انھیں عزم و حوصلے کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ ان کا ایمان ہے کہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی توجہ سے سارے مسائل حل ہو جائیں گے۔ اپنے اس یقین کے سہارے وہ مسلمانوں کو مایوسی سے بچانا چاہتے ہیں۔ ایسے مقامات پر ان کا لہجہ خود بخود پر جوش ہو جاتا ہے۔ اور یہی جوش وہ اپنے ہم مذہبوں میں منتقل کرنا چاہتے ہیں:

مسلمانوں کو کیا ڈر اُن کے آقا جب یہ کہتے ہیں
کہ میں امت کی ساری مشکلیں آسان کردوں گا (۱۱۰)

پھر زندہ کرو شیوہ رسول عربیؐ کا
باطل کے ابھرتے ہوئے جذبوں کو دبا دو (۱۱۱)

امت رسولؐ کی ہیں امانت خدا کی ہیں
ہیں جنت النعیم کے انعامیوں میں ہم (۱۱۲)

لیکن علم حق جھکا ہے نہ جھکے گا
باطل کی فضاؤں میں پیمبرؐ کی دعا سے (۱۱۳)

خدا رکوں کی فرمائے گا امداد
تصدق احمد مرسلؐ کے سر کا (۱۱۴)

رسول اللہ خود گرتے ہوؤں کو تھام لیتے ہیں
تجھے اے بے خبر ہر وقت موقع ہے سنبھلنے کا (۱۱۵)

اے مسلمانو! کرو دارالاماں کا عزم تم
ہم کو حکم خواجہ ہر دوسراؐ ہو ہی گیا (۱۱۶)

سبز جھنڈا ہاتھ میں لے کر رسول اللہؐ کا
ہونے والے ہیں مسلماں عرش کے تارے ابھی (۱۱۷)

ہمیں تو کچھ نہ کچھ پھر بھی ہے امید
نزول رحمت ختم رسلؐ سے (۱۱۸)

میری بھی پیمبرؐ کی طرح ہے یہ تمنا
ہوتا رہوں رہ رہ کے اُدھر زندہ اِدھر قتل (۱۱۹)

باطل سے تجھ کو لاگ ہو اور حق سے ہو لگاؤ
وضع محمد عربیؐ اختیار کر (۱۲۰)

مژدہ اے دل کہ ترے زخم کے بھرنے کے لیے
سمت بطحا سے چلا ہاتھ فضل باری (۱۲۱)

محمدؐ کے جھنڈے کے سائے کے نیچے
فلک کے ستارے ہوؤ سر چھپاؤ (۱۲۲)

مسلماں تھام لیں گے جب رسول اللہؐ کا دامن
مؤثر کافروں کا کوئی بھی حیلہ نہیں ہوگا (۱۲۳)

viii) ذکر متعلقات حبیبﷺ

مولانا ظفر علی خان کی شاعری میں نعتیہ عناصر کی بہتات کی وجہ یہ ہے کہ انھیں ذکر حبیب خداﷺ بہت محبوب ہے۔ اسی لیے وہ سرور کائناتﷺ سے وابستہ ہر چیز کا تذکرہ انتہائی عقیدت سے اور بار بار کرتے ہیں۔ غالباً اسی لیے محمد اشرف خان عطا کا اندازہ ہے کہ ''ان کی نصف شاعری عشق رسولﷺ سے بھری پڑی ہے۔'' (۱۲۴) ممکن ہے اس میں کچھ مبالغہ ہو، لیکن اس میں ذرہ برابر بھی شک نہیں کہ مولانا ظفر علی خان کی ملی شاعری میں نعتیہ عناصر کم از کم شمار میں اردو کے کسی بھی ملی شاعر بشمول حالی اور اقبال سے بھی زیادہ ہیں:

جاروب کشان حرم مصطفیؐ کا
اللہ نے کس طرح کیا پلہ گراں دیکھ (۱۲۵)

رسول اللہؐ کی امت کی رنگا رنگیاں دیکھو
کوئی ابیض، کوئی اصفر، کوئی اسود، کوئی احمر (۱۲۶)

ضامن ترا ہے نسخہ تعویذ مصطفیؐ
پہنچائے پھر زمانہ تجھے کس طرح گزند (۱۲۷)

ہاتھ میں تلوار ہو اور دل میں ہو خوف خدا
یثربی تہذیب کتنی دل نشیں اور سادہ ہے (۱۲۸)

اڑائے جا رہے ہیں کس لیے پرزے خلافت کے
رسول اللہ کی دولت لٹائی جا رہی کیوں ہے (۱۲۹)

شراب خانہ ساز آئی ہے یثرب کے خمستاں سے
ہے اک اک گھونٹ کوثر قطرہ قطرہ جس کی تلچھٹ کا (۱۳۰)

رحمت کی گھٹا جھوم کے پھر آئی ادھر سے
رہ رہ کے نگہ اٹھتی ہے یثرب کی فضا پر (۱۳۱)

مدینہ کے بام و در سے ہم کو نظر چمکتا ہوا پھر آیا
وہ نور جس نے دکھا دیا ذرہ ذرہ کو آفتاب کر کے (۱۳۲)

نوں نام مصطفیٰ ہی کہ آتا نہیں قرار
اس قصۂ لذیذ و دل آویز کے بغیر (۱۳۳)

ودیعت تھی مری مژگاں کی خاک روضۂ اطہر
کہا جب ہم نشیں نے جا کے تم یثرب سے کیا لائے (۱۳۴)

ادب نبیؐ کے اوامر کا اور نواہی کا
پتہ فقیر کو دیتا ہے بادشاہی کا (۱۳۵)

کیوں بوسہ دے فلک نہ ترے آستانہ کو
آیا ہے تو رسولؐ کی چوکھٹ کو چوم کر (۱۳۶)

دنیا کے ڈھنگ سیکھ مگر اس کے ساتھ ساتھ
آداب شرع مصطفویؐ کا لزوم کر (۱۳۷)

ix) ہجویہ اور طنزیہ ملی شاعری میں تذکرۂ نبی ﷺ

مولانا ظفر علی خان کی شاعری کا ایک اہم جزو ان کی ہجویہ اور طنزیہ نظمیں ہیں جو انھوں نے یا تو ملتِ اسلامیہ کے دشمنوں اور بدخواہوں کی شان میں لکھی ہیں یا پھر ان مسلم مشاہیر کی شان میں جو ان کی دانست میں مسلمانوں کے ملی مقاصد سے انحراف کر رہے تھے۔ بعض منظومات میں مولانا ظفر علی خان کا لہجہ درشت ہو گیا ہے۔ لیکن ایسی نظموں میں بھی انھوں نے جسے بھی اپنا ہدف بنایا ہے عموماً بحوالہ رسول ﷺ ہی بنایا ہے:

یوں تو بے شرم پیمبرؐ کی انھیں بھی لیکن
جی میں ڈرتے ہیں کہ ناراض کہیں بام نہ ہو (۱۳۸)

اتقا سے بُعد و ہجر اور اس پہ یہ دعویٰ کہ ہم
ہیں حضور سرورِ کون و مکاںؐ کی آل میں (۱۳۹)

پڑھتے نہیں ہیں قوم کے لیڈر نماز کیوں
کھویا گیا ہے قوم سے یہ امتیاز کیوں
ارشاد ایزدی سے یہ اعراض کس لیے
فرمودۂ رسولؐ سے یہ احتراز کیوں
آنکھیں خدا نے دی ہیں مگر دیکھتے نہیں
ایسوں سے منہ نہ پھیر لے میر حجازؐ کیوں (۱۴۰)

علماء ہم سے یہ دن رات کہا کرتے ہیں
کہ ہیں گم کردہ نصاریٰ تو یہودی مغضوب
بے گماں دونوں سے اس وقت ہیں کس وصف میں کم
ہم جو کہلاتے ہیں محبوب خداؐ کے محبوب (۱۴۱)

اس جرم میں کہ دشمنِ دینِ رسولؐ ہے
رات اسکو کھد کا خواب میں چالان ہو گیا (۱۴۲)

قولِ پیغمبرؐ بنا سرمایۂ لہو الحدیث
قصۂ پارینہ ٹھہرا ربِّ اکبر کا کلام (۱۴۳)

میں ہوں محمد عربیؐ کا مزاج داں
وہ ہیں بخاری صنموں کے ادا شناس (۱۴۴)

جس نے لیا نبیؐ کا نام فرقہ پرست ہو گیا
جس کو پڑا خدا سے کام فرقہ پرست ہو گیا (۱۴۵)

اُس طرف گاندھی کے فرماں پر سرِ تکریم خم
اور رسول اللہؐ کے ارشاد کی تعظیم ادھر (۱۴۶)

نبی کے بعد نبوت کا ادعا ہو جسے
ہر ایسے بطل خرافات سے خدا کی پناہ (۱۴۷)

قادیاں جب حجتِ اکملت کا منکر نہیں
پھر اسے انکار ہے ختم رسالت ہی سے کیوں (۱۴۸)

قادیاں کے بجائے ہم کو پناہ — ملی یثرب کے میر ساماںؐ کی (۱۴۹)

رسول مقبولؐ کی شریعت کے نام پر دیں انھیں نہ دھوکا — اسی شریعت کی آڑ لے کر وہ سب کو اُو بنا رہے ہیں (۱۵۰)

رُخ ناموس پیمبرؐ کا ہے خون شہدا — اب انھیں ضد ہے کہ یہ جنس بھی سستی نہ رہے (۱۵۱)

ناموس پیمبرؐ کے نگہبان سے بیزار — کافر سے موالات مسلمان سے بیزار

پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار

مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے — سرکار مدینہؐ سے نہیں ان کو سروکار

پنجاب کے احرار، اسلام کے غدار (۱۵۲)

مدینہ چھوڑ کر وہ رشتہ کیوں جوڑیں نہ وردھا سے — کہ ان کی تربیت ناقص ہے اور تعلیم ادھوری ہے (۱۵۳)

ہے اس پہ حیف جو کہلائے مصطفیٰ کا غلام — مگر ہوا نہ خلافت پہ ہو نثار ابھی (۱۵۴)

x) مے خانہ مدینہ کا ذکر دل پذیر

مولانا ظفر علی خان شراب معنی مصطفیٰ ﷺ کے متوالے ہیں۔ اُن کا وفور عشق ان کے کلام کے ذریعے بار با چھلک پڑتا ہے۔ یہ ایسی شراب طہور ہے جس کے خم کے خم لنڈھا کر وہ زندگی پر ورسرور حاصل کرتے ہیں۔ انھیں اس سرمستی میں دنیا کے کسی اور نشے کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی۔ ان کی نعتوں کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ جذبے میں ڈوبی ہوئی ہیں۔(۱۵۵) لیکن یہ جذب و انجذاب ان کی ملی شاعری میں بھی بدرجۂ اتم نظر آتا ہے۔ ذکر ساقی کوثر ﷺ میں مولانا کا قلم خوب جولانیاں دکھاتا ہے:

خمخانِ وحدت سے ساقی یثربؐ — پلا دے مجھے بادہ لا تقنطوا کا (۱۵۶)

ہے جس کی ہر اک بوند میں کوثر کی ملونی — ساقی نے دیا مجھ کو وہ لبریز ایاغ آج (۱۵۷)

کیا حق ہے آریوں کو کہ قارورہ کر کے پیش — اسلامیوں سے چھین لیں کوثر کے جام کو (۱۵۸)

گردش میں جام مصطفویؐ حشر تک رہے — کچھ کر کے نام جائیں مے آشامیوں میں ہم (۱۵۹)

سواد یثرب میں گھومتا ہوں نبی کی دہلیز چومتا ہوں — شراب حق پی کے جھومتا ہوں رہے سلامت پلانے والا (۱۶۰)

مے کشو! مژدہ کہ یثرب کی شراب گل رنگ — ہو کے کشمیر کی بھٹی سے کشید، آتی ہے (۱۶۱)

اگر ذوق مے آشامی دیا ہے — تو ساغر بادۂ یثرب سے بھر دے (۱۶۲)

شراب خانہ ساز آئی ہے یثرب کے خمستاں سے — ہے اک اک حوض کوثر قطرہ قطرہ جس کی تلچھٹ کا (۱۶۳)

بادۂ یثرب کے خم کے خم دیے جس نے لنڈھا — آج پھر محفل میں وہ رند قدح خوار آ گیا (۱۶۴)

ہند کی خاک سے اُٹھ کر میں قدم لوں اس کے — آئے یثرب سے جو کرتا ہوا پھیری ساقی (۱۶۵)

ایک خاص بات جو مولانا ظفر علی خان کی ملی شاعری میں نظر آتی ہے وہ ان کی منظومات میں ایسے نعتیہ اشعار کی موجودگی ہے جو کل نظم کے سیاق و سباق کو سمجھے بغیر بھی مستقل حیثیت کے حامل نظر آتے ہیں اور اپنی انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ بعض اشعار

میں مولانا کی فن کارانہ چابک دستی قابل دید ہے:

مجھ کو دربار رسول اللہؐ میں جانا ہے آج
نذر کو اے میری چشم تر کوئی گوہر نکال (۱۶۶)

صدقہ رحمت شاہ دوسراؐ میں لیکن
آج بھی بند نہیں تجھ پہ عزیمت کے کواڑ (۱۶۷)

مسلماں ہے تو دنیا میں خدا کا نور پھیلا دے
حریم خواجۂ یثربؐ کی مٹی کا دیا لے کر (۱۶۸)

چشمۂ دین محمدؐ خشک ہو سکتا نہیں
اس کنویں پہ آ کے پانی بھر جو ہے پاتال توڑ (۱۶۹)

یہ بلائیں جائیں گی آپ ٹل بہ تصرف شہ دوسراؐ
اگر انؐ کے کان میں پڑ گیا کبھی نالۂ نیم شبی ترا (۱۷۰)

تہذیب یثربی کی ادا پر نثار ہوں
جس نے اٹھائے اسود و احمر کے امتیاز (۱۷۱)

خدایا محمدؐ کی عزت کے صدقے
ہمارا بھی ایک ایک ارماں نکلوا (۱۷۲)

حریفوں کو مٹا جس طرح وہ ہم کو مٹاتے ہیں
بحق مصطفیٰؐ یا رب مراد اسلام کی بر لا (۱۷۳)

غم امت میں ہے چشم پیمبرؐ اشکبار اب بھی
گہر ریزی میں ہے مصروف ابر نوبہار اب بھی (۱۷۴)

گر ہے سفر وسیلۂ ظفر کا تو ہم نشیں
گرم سفر ہیں جادۂ یثرب کے رہ نورد (۱۷۵)

وہؐ کہ ہے جس کا خیال اک برق چھوتے ہی جسے
ہستی مسلم لرزنے لگ گئی بے اختیار (۱۷۶)

بظاہر مولانا ظفر علی خان کی ملی شاعری سے لی گئیں مندرجہ بالا شعری مثال خاصی طویل ہو گئی ہیں لیکن حقیقت تو یہ ہے کہ یہ مثالیں اب بھی اصل سے بہت کم ہیں اور یہاں اس بات کو ثابت کرنے کی غرض سے درج کی گئی ہیں کہ اردو کی پوری ملی شاعری میں کوئی اور شاعر نعتیہ عناصر کی شمولیت کے لحاظ سے ان کے مقابل نہیں ہے۔ جس سے مولانا ظفر علی خان کے ملی شعور اور ان کی سید البشر ﷺ سے والہانہ شیفتگی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ البتہ ایک بات ان کی شاعری کے مطالعے کے دوران بری طرح کھٹکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ محبوب خدا ﷺ سے مخاطبت میں وہ کہیں کہیں غیر محتاط ہو گئے ہیں اور اس بات کا احساس یوں بھی شدید ہو جاتا ہے کہ ان کے بارے میں مشہور ہے کہ ”سنگلاخ سے سنگلاخ زمین میں مولانا کا علم ٹھاٹھیں مارتا چلا جاتا تھا“ (۱۷۷) جو یہ کوئی میں بے مثال (۱۷۸) اور کئی زبانوں پر ماہرانہ عبور رکھنے والے قادر الکلام شاعر کے قلم سے اگر ایسے اشعار نکلیں:

جاگ او یثرب کے میٹھی نیند کے ماتےؐ کہ آج
لٹ رہا ہے آنکھوں آنکھوں تری امت کا راج (۱۷۹)

وہؐ جو یثرب میں پڑا سوتا ہے میٹھی نیند سے
مسلم بیکس کے نالوں سے جگانا چاہیے (۱۸۰)

جاگ جاگ اے نیند کے ماتےؐ کہ تری قوم کو
ہے اسی منزل میں اپنے رہنما کی آرزو (۱۸۱)

تو ان گستاخیوں کی کوئی قابل قبول توجیہ نہیں کی جا سکتی خواہ اسے زود گوئی کا اثر کہا جائے یا کچھ اور بہر حال ایسی مثالیں مولانا کی شاعری پر بدنما داغ بھی ہیں اور ان کی قادر الکلامی کو دیکھتے ہوئے ناقابل فہم بھی۔ اول الذکر شعر پر علامہ رشید وارثی نے بھی نعت رنگ میں گرفت کی ہے۔ (۱۸۲)

بایں ہمہ مذکورہ مثالوں سے قطع نظر مولانا ظفر علی خان کا شمار ملت اسلامیہ کے ان چند گنے چنے اکابر میں ہوتا ہے جنھیں

قدرت اس وقت ودیعت کرتی ہے جب کسی قوم کی تقدیر بدلنا مقصود ہو۔(۱۸۳)

ان کے دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی جو تڑپ تھی۔ جس پر حالی نے بھی انھیں خراج تحسین پیش کیا ہے۔(۱۸۴) دشمنوں کے لیے "تیغ عریاں" ظفر علی خان کی ملی شاعری کا جائزہ لینے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انھوں نے نہ صرف مسلمانان ہند بلکہ پوری ملت اسلامیہ کو صاحب ملت علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ذریعے اور وسیلے سے سمجھا بھی ہے اور سمجھایا بھی ہے۔ جس کا ثبوت ان کی منظومات میں کثیر تعداد میں نعتیہ عناصر کی موجودگی سے ملتا ہے۔ ان کی بے چین اور ہنگامہ خیز طبیعت کے باعث ان کے ہاں خیالات کی گہرائی کے بجائے جذبات کی گیرائی ہے۔(۱۸۵) بقول آل احمد سرور کے اگر ظفر علی خان سیاست سے ذرا الگ رہتے تو دوسرے اقبال ہو سکتے تھے۔(۱۸۶)

حواشی

۱۔ذوالفقار، غلام حسین، ڈاکٹر، ظفر علی خان، ادیب و شاعر، ص۱

۲۔زیدی، نظیر حسنین، پروفیسر ڈاکٹر، مولانا ظفر علی خان بحیثیت شاعر، ص۱۳۱

۳۔ایضاً، ص۱۴

۴۔شورش کاشمیری، ظفر علی خان، ص۱۸۳

۵۔ایضاً

۶۔قسیم، وقار، پروفیسر، مولانا ظفر علی خان کی ملی شاعری، مشمولہ: "صریر خامہ" (قومی شاعری نمبر)، ص۵۴

۷۔زیدی، نظیر حسنین، پروفیسر ڈاکٹر، مولانا ظفر علی خان بحیثیت صحافی، ص۴۳۶

۸۔ایضاً، ص۴۳۷

۹۔ایضاً

۱۰۔ذوالفقار، غلام حسین، ڈاکٹر، حبوالہ بالا، ص۱۶۲

۱۱۔زیدی، نظیر حسنین، پروفیسر ڈاکٹر، حبوالہ بالا، ص۱۶۳

۱۲۔بہارستان، مشمولہ: "کلیات مولانا ظفر علی خان"، ص۱۵۹۔واضح رہے کہ کلیات میں صفحات کے نمبر عموماً دو طریقوں سے لکھے جاتے ہیں یا تو پہلے صفحے سے آخر تک ایک ہی سلسلہ وار نمبر ہوتا ہے جیسے کلیات شورش کاشمیری، کلیات صوفی تبسم وغیرہ میں۔ یعنی اس طریقے میں کلیات میں شامل مختلف شعری مجموعوں کے الگ الگ صفحہ نمبر نہیں ہوتے (اور زیادہ تر یہی طریقہ اختیار کیا جاتا ہے)۔ یا پھر اوپر نیچے دونوں قسم کے صفحہ نمبر لکھے جاتے ہیں اوپر عموماً کلیات کا مجموعی صفحہ نمبر اور نیچے کسی مخصوص مجموعے کا اپنا صفحہ نمبر جیسے اقبال اکادمی کی شائع کردہ کلیات اقبال۔ جس میں اوپر والا صفحہ نمبر کلیات کا مجموعی صفحہ نمبر ہے اور اس کے نیچے الگ دائرے میں ضرب کلیم وغیرہ کا اپنا صفحہ نمبر دیا گیا ہے۔ لیکن کلیات مولانا ظفر علی خان کے مرتب نے مذکورہ بالا دونوں طریقوں میں سے کوئی بھی نہیں اپنایا۔ مثلاً کلیات میں صفحہ ۵۹۵ تک بہارستان ہے۔ اصولاً اس کے بعد نگارستان کو صفحہ ۵۹۶ سے شروع ہونا چاہیے تھا لیکن اسے بھی صفحہ نمبر ۱ سے شروع کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح باقی تمام مجموعوں کے صفحہ نمبر بھی درج کیے گئے ہیں۔ یعنی کلیات مولانا ظفر علی خان ص ۶۳ اگر لکھا جائے تو واضح نہیں ہوتا کہ یہ صفحہ نمبر بہارستان کا ہے یا نگارستان کا یا کسی اور مجموعے کا۔ چونکہ اس مقالے میں تمام شعری استدلال کلیات سے لیے گئے ہیں اور حواشی میں مجموعے اور کلیات دونوں کا بار بار ذکر موجب طوالت تھا اس لیے اگلی سطور میں صرف مخصوص مجموعے کا صفحہ نمبر درج کیا جائے گا۔ گویا چمنستان ص۶۳ کا مطلب ہوگا: چمنستان، مشمولہ: "کلیات مولانا ظفر علی خان"، ص۶۳

۱۳۔بہارستان، ص۵۳ ۱۴۔چمنستان، ص۸۰ ۱۵۔ایضاً، ص۸۱ ۱۶۔ایضاً، ص۸۲

١٧_ارمغانِ قادیان، ص٣٢
١٨_بہارستان، ص٣٠٩
١٩_ایضاً، ص٣٢٩
٢٠_نگارستان، ص١٥٩
٢١_ایضاً، ص١٨٨
٢٢_چمنستان، ص١٢٣
٢٣_بہارستان، ص٢٠٦
٢٤_ایضاً، ص٨٥
٢٥_ایضاً
٢٦_نگارستان، ص٥٧
٢٧_ایضاً، ص١٣٨
٢٨_ایضاً، ص١٩٢
٢٩_چمنستان، ص١٢
٣٠_ایضاً، ص٢٣
٣١_ایضاً، ص٧١
٣٢_ایضاً، ص٩٥
٣٣_ایضاً، ص١٣٢
٣٤_بہارستان، ص٩٨
٣٥_ایضاً، ص١٠٠
٣٦_ایضاً، ص١١٥
٣٧_چمنستان، ص١٧٠
٣٨_حبسیات، ص٣٥
٣٩_ایضاً، ص٩٢
٤٠_ایضاً، ص١٣٦
٤١_بہارستان، ص٢٧١
٤٢_ایضاً، ص٢٨٦
٤٣_ایضاً، ص٣٠٣
٤٤_ایضاً، ص٣٥٢
٤٥_ایضاً، ص٢٨٨
٤٦_ایضاً، ص٥٥٠
٤٧_نگارستان، ص١٨
٤٨_ایضاً، ص١١٢
٤٩_ایضاً، ص١١٧
٥٠_ایضاً، ص١٣١
٥١_چمنستان، ص٣١
٥٢_ایضاً، ص٣٢
٥٣_ایضاً، ص٧٠
٥٤_ایضاً، ص١٣٣
٥٥_بہارستان، ص٥٥
٥٦_ایضاً، ص١٥٢
٥٧_ایضاً، ص١٥٨
٥٨_ایضاً، ص١٦٦
٥٩_ایضاً، ص١٧٦
٦٠_ایضاً، ص٣٦١
٦١_ایضاً، ص٣٨٦
٦٢_بہارستان، ص٩٢
٦٣_ایضاً، ص٩٩
٦٤_ایضاً، ص١١٢
٦٥_حبسیات، ص١٠
٦٦_ایضاً، ص٥٢
٦٧_ایضاً، ص١٣١
٦٨_ارمغانِ قادیان، ص٢٧
٦٩_بہارستان، ص١٩٣
٧٠_ایضاً، ص١٩٨
٧١_ایضاً، ص٣٩٧
٧٢_ایضاً، ص٢٢٢
٧٣_نگارستان، ص١٦٢
٧٤_ایضاً، ص١٧٩
٧٥_ایضاً، ص١٨٦
٧٦_بہارستان، ص٨٩
٧٧_ایضاً، ص١٠٨
٧٨_چمنستان، ص١٨٧
٧٩_ایضاً، ص١٩١
٨٠_حبسیات، ص٣٦
٨١_ایضاً، ص٥٢
٨٢_ایضاً، ص٦٩
٨٣_بہارستان، ص١٨٠
٨٤_ایضاً، ص٢٥٠
٨٥_ایضاً، ص٢٧٥
٨٦_حبسیات، ص٣٠٩
٨٧_ایضاً، ص٣٢٩
٨٨_نگارستان، ص١٣٢
٨٩_ایضاً، ص١٥٩
٩٠_چمنستان، ص١٢٠
٩١_ایضاً، ص١٣٨
٩٢_ایضاً، ص١٥٢
٩٣_ایضاً، ص١٧٧
٩٤_حبسیات، ص١٣٣
٩٥_ارمغانِ قادیان، ص٢٩
٩٦_بہارستان، ص٩٩
٩٧_ایضاً، ص٢٦١
٩٨_ایضاً، ص٢٦٣
٩٩_ایضاً، ص٢٦٧
١٠٠_ایضاً، ص٣١٨
١٠١_ایضاً، ص٣١٩
١٠٢_ایضاً، ص٤٠٠
١٠٣_ایضاً، ص٤٠١_٤٠٢
١٠٤_ایضاً، ص٤١٠
١٠٥_ایضاً، ص٤٢١
١٠٦_ایضاً، ص١٠٩
١٠٧_ایضاً، ص٩٢٢
١٠٨_ایضاً، ص٤٢٦
١٠٩_نگارستان، ص٢٢_٢٣
١١٠_بہارستان، ص١١٩
١١١_ایضاً، ص١٣١
١١٢_ارمغانِ قادیان، ص٣٣
١١٣_بہارستان، ص١٥٨
١١٤_ایضاً، ص١٦٥
١١٥_ایضاً، ص١٨٢
١١٦_ایضاً، ص١٨٣
١١٧_ایضاً، ص٢٢٩
١١٨_ایضاً، ص٣٢٦
١١٩_ایضاً، ص٣٥٥
١٢٠_ایضاً، ص٣٦١
١٢١_چمنستان، ص١٥٢
١٢٢_بہارستان، ص١٠٢
١٢٣_حبسیات، ص٩٩
١٢٤_مولانا ظفر علی خان، ص٢٢٥
١٢٥_حبسیات، ص٣٢
١٢٦_چمنستان، ص٣٩
١٢٧_بہارستان، ص٨٧
١٢٨_چمنستان، ص١٨٨
١٢٩_حبسیات، ص٢٦
١٣٠_بہارستان، ص١٣٩
١٣١_ایضاً، ص٣٢٩
١٣٢_ایضاً، ص٢٢٧
١٣٣_نگارستان، ص٦٧
١٣٤_بہارستان، ص١١٠
١٣٥_چمنستان، ص١٦٨
١٣٦_ایضاً، ص١٤٣
١٣٧_ایضاً، ص١٧٨
١٣٨_بہارستان، ص١٢٥
١٣٩_ایضاً، ص٢٥٥
١٤٠_ایضاً، ص٨٠
١٤١_ایضاً، ص١١٢
١٤٢_ایضاً، ص٢٨٩
١٤٣_نگارستان، ص١٢

۱۴۴۔ چمنستان، ص۴۲ ۱۴۵۔ ایضاً، ص۹۴ ۱۴۶۔ ایضاً، ص۱۰۱ ۱۴۷۔ ارمغانِ قادیان، ص۹۵

۱۴۸۔ حبسیات، ص۲۱۱ ۱۴۹۔ ارمغانِ قادیان، ص۳۴ ۱۵۰۔ ایضاً، ص۴۷ ۱۵۱۔ نگارستان، ص۹۱۷

۱۵۲۔ ایضاً، ص۱۸۴ ۱۵۳۔ چمنستان، ص۱۳۸ ۱۵۴۔ حبسیات، ص۳۸

۱۵۵۔ عظیم، نگار، پروفیسر، مجلہ بالا، ص۵۶ ۱۵۶۔ بہارستان، ص۲۹۹ ۱۵۷۔ ارمغانِ قادیان، ص۶۶

۱۵۸۔ حبسیات، ص۱۰۱ ۱۵۹۔ ارمغانِ قادیان، ص۳۴ ۱۶۰۔ حبسیات، ص۸۷ ۱۶۱۔ بہارستان، ص۱۷

۱۶۲۔ حبسیات، ص۱۴۲ ۱۶۳۔ بہارستان، ص۱۲۹ ۱۶۴۔ ایضاً، ص۲۹۱ ۱۶۵۔ چمنستان، ص۱۴

۱۶۶۔ نگارستان، ص۱۵۶ ۱۶۷۔ چمنستان، ص۱۴۴ ۱۶۸۔ حبسیات، ص۱۳۵ ۱۶۹۔ ایضاً، ص۴۲

۱۷۰۔ ایضاً، ص۸۳ ۱۷۱۔ چمنستان، ص۱۴۷ ۱۷۲۔ بہارستان، ص۵۳۴ ۱۷۳۔ ایضاً، ص۹۵

۱۷۴۔ ایضاً، ص۴۱۴ ۱۷۵۔ ایضاً، ص۲۶۵ ۱۷۶۔ نگارستان، ص۹۱

۱۷۷۔ عطا محمد اشرف خان (مرتب)، مجلہ بالا، ص۴۴۲

۱۷۸۔ ایضاً ۱۷۹۔ بہارستان، ص۴۳ ۱۸۰۔ ایضاً، ص۳۰۹ ۱۸۱۔ ایضاً، ص۲۵۶

۱۸۲۔ پیلا ثمارہ (تنقید نمبر)، ص۹۱۷ ۱۸۳۔ نسیم سوہدروی، عنایت اللہ، ظفر علی خان اور ان کا عہد، ص۱۶

۱۸۴۔ اے دین کے امتحاں میں جاں باز اے ظفر حق میں تیغ عریاں
اے صدق وصفا کی زندہ تصویر اے شیر دل، اے ظفر علی خاں
زندہ ہے وہ ملک اور ملت ہوں زندہ دل جس میں ایسے انساں (کلیاتِ نظم حالی، جلد اول، ص۳۴۲۔۳۴۳)

۱۸۵۔ شورش کاشمیری، ظفر علی خان، ص۱۲۹ ۱۸۶۔ نئے اور پرانے چراغ، ص۳۳۳

اسنادِ محولہ

حالی، الطاف حسین، ۱۹۶۸ء، کلیاتِ نظم حالی (جلد اول)، مرتب: ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مجلس ترقی ادب لاہور، بار اول
خان ظفر علی، دیکھیے: ظفر علی خان
ذوالفقار، غلام حسین، ڈاکٹر، ۱۹۶۷ء، ظفر علی خان ادیب و شاعر، مکتبہ خیابانِ ادب لاہور
رشید وارثی، ۱۹۹۵ء، نعت نگاری میں قوم کے پہلو، مشمولہ: ''نعت رنگ'' (تنقید نمبر)، کتابی سلسلہ نمبر ا، کراچی، شمارہ اپریل
زیدی، نظیر حسنین، پروفیسر ڈاکٹر، ۱۹۸۷ء، سوانح ظفر علی خان بحیثیت شاعر، انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی، بار اول
______ ۱۹۸۵ء، سوانح ظفر علی خان بحیثیت صحافی، مکتبہ اسلوب کراچی، بار اول
سرور، آل احمد، پروفیسر، ۱۹۵۱ء، نئے اور پرانے چراغ، ادارہ مرکز لاہور، بار دوم
شورش کاشمیری، ۱۹۵۷ء، ظفر علی خان، مطبوعات چٹان لاہور، بار اول
ظفر علی خان، ۲۰۰۷ء، کلیاتِ ظفر علی خان، مرتب: زاہد علی خان، مولانا ظفر علی خان ٹرسٹ لاہور
______ س ن، بہارستان، مکتبہ کارواں لاہور
عطا محمد اشرف خان (مرتب)، ۱۹۹۰ء، سوانح ظفر علی خان، مکتبہ کارواں لاہور
عظیم، نگار، پروفیسر، ۱۹۹۶ء، سوانح ظفر علی خان کی ملی شاعری، مشمولہ: ''صریر خامہ'' (قومی شاعری نمبر)، مجلہ سندھ یونیورسٹی حیدرآباد
کاشمیری، شورش، دیکھیے: شورش کاشمیری
نسیم سوہدروی، عنایت اللہ، ۱۹۹۲ء، ظفر علی خان اور ان کا عہد، اسلامک پبلشنگ ہاؤس لاہور، بار اول
وارثی، رشید، دیکھیے: رشید وارثی